لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ
اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ
لَكَ وَ الْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ .

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ

حج مسنون

مرتبہ

مولانا محمد اسحٰق خطیب جامع محمدی کریمیہ جھال خانوآنہ فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوہ والسلام علی سید الاولین والاخرین محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین ۔ امابعد

حج مسنون

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس آدمی نے حج کیااور اس دوران کوئی گناہ کاکام نہ کیاوہ اس طرح پاک وصاف ہو کر واپس آیا جیسے ابھی اسکی ماں نے اسے جنم دیاہو۔

بہت ہی خوش نصیب اور سعادت مند ہیں وہ لوگ جنہیں مالک دو جہان اپنے در پر بلاتا ہے۔ اس سے بڑی بشارت اور خوش خبری کسی

بندہ پر تقصیر کے لئے کیا ہو سکتی ہے۔ آدمی اپنے نامہ اعمال پر نظر ڈالے تو پوری زندگی گناہوں سے لتھڑی نظر آتی ہے۔ اور گناہوں کی گٹھڑی نے انسانی کمر کو دہرا کر دیا ہے۔ اسے کوئی چارہ نظر نہیں آتا کہ وہ کس در کی طرف دیکھے۔ کس آستانے پر حاضر ہو۔ اسی طلب عفو و مغفرت کے لئے حج کا سفر تجویز ہوا ہے۔ بیدل کی رباعی بڑی حسب حال ہے۔

تو کریم مطلق و من گدا، چہ کنم اگر نہ بخوانیم
در دیگرے بہ نما کہ من بہ کجا روم چوں برانیم
ہمہ عمر ہرزہ دویدہ ام بخجلم کنوں کہ خمیدہ ام
من اگر بہ حلقہ تنیدہ ام تو بروں در مشانیم

ترجمہ: تیرے فضل کی کوئی حد

نہیں میں بھکاری ہوں۔ اگر تو مجھے نہ بلائے تو میں کیا کروں۔ کوئی دوسرا در مجھے دکھادے کہ اگر تو مجھے دھتکار دے تو میں کہاں جاؤں۔ میں نے ساری عمر آوارہ گردی کی ہے۔ اب جبکہ میں کبڑا ہو گیا ہوں تو شرمسار ہوں۔ اگر میں نے دروازہ کی کنڈی کو تھام رکھا ہے تو ازرہ کرم مجھے باہر نہ بٹھا۔

حج اور عمرہ والے اللہ کے مہمان ہیں۔ مہمان بھی وہ جو بلانے پر حاضر ہوئے ہیں۔ اس سفر کا ترانہ ہی یہ ہے۔

لبیک اللھم لبیک حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں۔ یہ اللہ کی توفیق ہے کہ وہ کسی کو اپنے گھر بلائے ورنہ بہت سے دولت مند اور

باوسائل لوگ ساری دنیا میں گھومتے پھرتے ہیں مگر انہیں بارگاہ ایزدی میں حاضر ہونے کی توفیق نہیں ہوتی۔

بقول مولوی غلام رسول مرحوم

جس نوں یار وکیندا لیھے تے قیمت ہووس پلے
اسدے بیڈ نہ طالع والا اسدے بخت سولے

یہ سفر جتنا اعلیٰ اور متبرک ہے اتنا ہی احتیاط کا متقاضی بھی۔ اس سفر کا مقصد حصول رضائے الٰہی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہونا چاہئے۔ اور آدمی کی نیت درست ہونی چاہئے۔ اس سلسلہ میں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ پیش نظر رہنا چاہئے کہ انہوں نے پاپیادہ کوفہ سے مکہ مکرمہ کا سفر کیا۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو

فرمایا "چاہئے تو یہ تھا کہ میری ناک میں نکیل ڈالی جاتی اور لوگ کھینچتے ہوئے لاتے جیسا کہ بھگوڑے غلام کو لایا جاتا ہے۔ اور میں قدم قدم پر پتھروں اور تپتے صحراؤں میں سجدے کرتا ہوا آتا۔ میرے گناہ اتنے زیادہ ہیں کہ یہ بھی کم تھا"۔

اس سلسلہ میں جو دوسری بات پیش نظر رہنی چاہئے وہ سنت رسولؐ کا اتباع ہے۔ کیونکہ اللہ کی راہ میں کوئی ایسا عمل قبول نہیں ہوتا جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر نہ ہو۔ جتنی ملاوٹ حج کی عبادت میں ہوئی ہے شاید ہی کسی عبادت میں ہوئی ہو۔ بہت سے کتابچے جو حجاج کرام کو دیئے گئے ہیں۔

ان میں سے کئی باتیں ایسی ہیں جو رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں ہیں۔

تیسری بات جو اس سفر کے لئے ضروری ہے۔ وہ خوف خدا اور غلط حرکات سے بچاؤ کی فکر ہے۔ تقوی ہی اس سفر کا زاد راہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ وہاں اتنا بڑا مجمع ہوتا ہے کہ ہر وقت خرابی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ ان میں عورتیں بھی موجود ہوتی ہیں۔ جس سے انسان کے بہک جانے کا خدشہ ہر وقت لاحق رہتا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ پہلی نیکیاں بھی وہاں ضائع ہو جائیں۔ اس لئے ہر وقت یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے۔ کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔

چوتھی بات جو اس سفر کا حاصل ہے۔

وہ فرمان رسول اکرم ﷺ ہے کہ جو حج اللہ تعالیٰ کو پسند آجائے اسکا کم از کم اجر جنت ہے۔

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جسے احکام القرآن میں علامہ قرطبی نے نقل کیا ہے کہ حج قبول ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس سفر سے واپسی پر آدمی ایسا ہو جائے کہ محسوس ہو کہ یہ آدمی صرف اور صرف آخرت کا طالب ہے۔ اس نے دنیا سے منہ موڑ لیا ہے۔ اگر معاملہ اس کے الٹ ہو تو یہ سراسر خسارہ ہے۔ دنیا کا بھی اور آخرت کا بھی یہ تو تھیں اس سلسلہ میں چند تمہیدی باتیں اب یہ بیان کیا جائے گا کہ اس بارہ میں سنت طریقہ کیا ہے۔

احرام

احرام دو چادروں کو کہتے ہیں۔ جو حجاج کرام لباس کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے احرام باندھنے کے لئے مکہ مکرمہ کے چاروں طرف پانچ جگہیں مقرر کی ہیں جنہیں میقات کہا جاتا ہے۔ ہمارے یہاں سے جانے والوں کو فضائی سفر کے دوران میقات کا علم نہیں ہوتا۔ اس لئے چاہئے کہ جہاز میں سوار ہونے سے پہلے ہی احرام باندھ لیں۔ ایک چادر تہہ بند کے طور پر باندھ لیں اور دوسری کندھوں کے اوپر سے ڈال لیں۔ لوگ احرام باندھتے ہی دائیں کندھے کے نیچے سے نکال کر چادر کا کنارہ

دوسرے کندھے پر ڈال لیتے ہیں۔ یہ طریقہ غلط ہے۔ ایسا صرف طواف کے دوران کیا جاتا ہے۔ احرام باندھنے سے پہلے دو نوافل کا پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ظہر کی نماز کے بعد احرام باندھا تھا۔ جوتا جیسا مرضی ہو پہن لیں صرف یہ خیال رکھیں کہ ٹخنے ننگے رہیں۔ عورتوں کا احرام ان کا عام لباس ہی ہے۔ صرف چہرہ ننگا رکھا جائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب کوئی مرد ہمارے پاس سے گذرتا تو ہم چادر کو آگے سرکا کر منہ ڈھانپ لیتیں۔ جب وہ گذر جاتا تو پھر منہ ننگا کرلیتیں۔ نفاس اور حیض والی عورتوں کے لئے احرام باندھنے سے پہلے غسل ضروری ہے۔ باقی

لوگوں کے لئے ایسا کرنا ضروری نہیں ہے۔ چادریں پہن لینے سے احرام شروع نہیں ہوا یہ صرف تیاری ہے۔ احرام تلبیہ شروع کرنے سے ہوگا۔

تلبیہ

تلبیہ شروع کرنے سے پہلے ایک اور سنت ہے۔ جسے لوگ عام طور پر نظر انداز کردیتے ہیں۔ جسے امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ لبیک کہنے سے پہلے قبلہ رخ ہو کر

سُبْحَانَ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ.

کچھ دیر تک پڑھنا مستحب ہے۔ لبیک حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی طریقوں سے ثابت ہے۔

مکمل تلبیہ یہ ہے جسے یاد کرلینا بہت بہتر ہے۔

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَكَ وَ الْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔

امام نسائی نے جو تلبیہ نقل کیا ہے وہ یہ ہے

لَبَّيْكَ اِلٰهَ الْحَقِّ لَبَّيْكَ.

یہ وہ ترانہ ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ حجتہ الوداع کے لئے جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ روانہ ہوئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ اپنے اصحاب سے کہیں کہ لبیک ذرا بلند آواز سے پکاریں کیونکہ یہ آواز اللہ کو بہت پسند ہے۔ حجر اسود کو بوسہ دینے تک یہی

صدائے ترانہ بلند ہونی چاہیے۔ اس کے علاوہ اور کوئی دعا ثابت نہیں۔ حتی کہ کعبہ شریف کو دیکھ کر دعا مانگنے والی روایت بھی ثابت نہیں۔ بس سیدھے کعبہ شریف کی طرف جائیں سوا اس کے کہ فرض نماز ہو رہی ہو۔ خانہ کعبہ پہنچتے ہی دایاں کندھا ننگا کرلیا جائے اور طواف عمرہ شروع کیا جائے۔ کیونکہ احرام باندھتے وقت عمرہ کی نیت کی گئی تھی۔ مرد کے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے تین پھیرے ذرا تیزی سے چلے اور بعد میں چار پھیرے عام رفتار سے چلے۔

طواف شروع کرنے کے لئے حجراسود کے پاس جاکر تین کام کرنے مسنون ہیں۔ ہاتھ لگانا منہ سے چومنا اور حجراسود پر سجدہ کرنا اگر

قریب نہ پہنچ سکے تو ہاتھ آگے بڑھا کر حجراسود کو چھونے کے بعد ہاتھ کو بوسہ دینا۔ اگر ایسا بھی ممکن نہ ہو تو حجراسود کی طرف منہ کرکے اللہ اکبر کہہ دینا کافی ہے۔ ہاتھ سے اشارہ وغیرہ کرنا ثابت نہیں۔ یہ عمل ہر پھیرے کے بعد دہرانا مسنون ہے۔ طواف کے دوران حضور ﷺ سے کوئی دعا ثابت نہیں سوائے رکن یمانی اور حجراسود کے درمیان جہاں آپ ؑ یہ دعا پڑھتے تھے۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ پورے طواف میں صرف یہی ایک دعا ثابت ہے باقی جتنی دعائیں بتائی جاتی ہیں وہ ثابت نہیں۔ اس وقت یہ سوچنا

عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. پڑھتے ہیں۔
اس کے بعد ایک چھوٹا سا کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ
وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ کہتے۔ اس کے
بعد دُرود شریف پڑھ کر ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگئے۔ اس عمل
کو تین دفعہ دہراتے جب صفا سے مروہ پہنچے تو یہی ذکر
اسی طرح وہاں بھی کرے۔ صفا اور مروہ کے درمیان ستونوں
کو سبز رنگ سے نشان زدہ کر دیا گیا ہے ان ستونوں کے
درمیان مَردوں نے ذرا تیز چلنا ہے بھاگنے کی ضرورت نہیں۔ صفا
اور مروہ کے درمیان سات پھیرے لگانے ہوتے ہیں جو صفا سے
شروع ہوتے اور مروہ پر ختم ہوتے ہیں اس کے بعد
بال کٹوا کر احرام کھول دینا ہے۔
عمرہ مکمل ہو گیا۔ اب احرام کھول کر نہا

دھو کر خوشبو وغیرہ لگا سکتے ہیں۔ اب عام لباس
میں جتنے چاہیں طواف کر سکتے ہیں۔ ہر طواف
مکمل ہونے کے بعد دو رکعت ساتھ ساتھ ادا
کرتے جانا ہے۔ کچھ لوگ نماز فجر اور عصر کے
بعد طواف گنتے رہتے ہیں۔ اور بعد میں نوافل
ادا کرتے ہیں۔ یہ طریقہ غلط ہے۔ اگر کوئی سمجھتا
ہے کہ فجر اور عصر کے بعد نوافل ادا نہیں کئے
جا سکتے تو ان اوقات میں طواف سے رک
جائے۔ کیونکہ سات پھیرے مکمل کرنے کے بعد
اگلا طواف شروع ہی نہیں ہو سکتا جب تک دو
نوافل ادا نہ کئے جائیں۔ مکہ مکرمہ میں طواف
سے بڑی اور کوئی عبادت نہیں کیونکہ تلاوت
اور نوافل تو گھر میں بھی ادا کئے جا سکتے ہیں۔

مناسک حج

آٹھ ذوالحج سے حج کا باقاعدہ آغاز ہوتا ہے۔ اس دن اپنے قیام کی جگہ سے احرام باندھ کر لبیک شروع کر دیتا ہے۔ اور منی کی طرف روانہ ہو جاتا ہے۔ وہاں ظہر، عصر، مغرب، عشا اور اگلے دن کی فجر کی نمازیں ادا کرنی ہیں اور وہیں سورج طلوع ہونے کا انتظار کرتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ سورج طلوع ہونے کے بعد منی سے عرفات کی جانب روانہ ہوئے تھے۔ دن ڈھلتے تک عرفات پہنچ جائے۔ یہ حج کا سب سے اہم رکن ہے یہ رہ جائے تو حج اگلے سال ادا کرنا پڑتا ہے۔ ۹ ذوالحج کو دن ڈھلنے سے ۱۰ ذوالحج کی فجر

تک کسی وقت بھی پہنچ جائے تو حج ہو گیا۔ وقوف عرفات ہی حج کا اصل رکن ہے۔ دن ڈھلنے کے بعد خطبہ شروع ہوتا ہے۔ اس کے بعد اذان ہوتی ہے۔ اور ظہر اور عصر کی دو دو رکعتیں ادا کی جاتی ہیں۔ اس کے لئے جماعت یا انفرادی کی کوئی قید نہیں۔ دونوں صورتوں میں انہیں اکٹھا ادا کرنا ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ وہ اگر جماعت کے ساتھ شامل نہیں ہو سکتے تھے تو پھر بھی اپنے ڈیرے پر دونوں نمازیں اکٹھی ادا کرتے تھے۔ یہاں مقامی اور مسافر کی کوئی تفریق نہیں ہے۔ اسکے بعد شام تک کوئی اور نماز نہیں ہے۔ اب دعائیں کریں۔ کسی بھی

کے لئے روانہ ہو جانا ہے۔ منی کے میدان میں پہنچ کر چار کام کرنے ہیں۔

۱۔رمی جمار

یہاں تین برجیاں بنائی گئی ہیں۔ جنہیں لوگ اپنی نادانی سے شیطان کہتے ہیں۔ یہ قرآن و حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ یہ جمرات ہیں۔ اس دن بڑی برجی جسے جمرۃ الکبری کہتے ہیں اسی کو سات کنکریاں مارنی ہیں۔ کنکریاں مزدلفہ سے لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ پہلے جو ماری جاچکیں ہیں اسے بھی اٹھا کر مار سکتے ہیں۔ نہ ہی اسے دھونے کی ضرورت ہے یہاں کوئی دعا نہیں ہے۔ صرف اللہ اکبر کہنا ہے۔ اور ہر کنکری

مارتے وقت کہنا ہے۔ اسکے بعد احرام کی پابندی ختم ہو جاتی ہے۔ عام لباس پہن سکتا ہے۔ خوشبو لگا سکتا ہے۔ صرف عورت حلال نہیں ہوتی۔

۲۔قربانی

اس کے بعد قربانی ادا کرنی ہے خود بھی کر سکتا ہے اب آسانی کے لئے پیسے جمع کر کے ٹوکن دے دیتے ہیں اس طرح قربانی بھی ہو جاتی ہے۔ جس کے پاس قربانی کے لئے رقم نہیں یا اسے قربانی نہیں ملی تو وہ منی کے قیام کے دوران ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ تاریخ کو روزے رکھے اور باقی سات وطن میں آکر رکھے۔ اس طرح دس روزے رکھنے سے قربانی نہ کرنے کا بدل ادا

کے لئے روانہ ہو جاتا ہے۔ منی کے میدان میں پہنچ کر چار کام کرنے ہیں۔

۱۔رمی جمار

یہاں تین برجیاں بنائی گئی ہیں۔ جنہیں لوگ اپنی نادانی سے شیطان کہتے ہیں۔ یہ قرآن و حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ یہ جمرات ہیں۔ اس دن بڑی برجی جسے جمرہ الکبری کہتے ہیں اسی کو سات کنکریاں مارنی ہیں۔ کنکریاں مزدلفہ سے لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ پہلے جو ماری جاچکیں ہیں اسے بھی اٹھا کر مار سکتے ہیں۔ نہ ہی اسے دھونے کی ضرورت ہے یہاں کوئی دعا نہیں ہے۔ صرف اللہ اکبر کہنا ہے۔ اور ہر کنکری

مارتے وقت کہنا ہے۔ اسکے بعد احرام کی پابندی ختم ہو جاتی ہے۔ عام لباس پہن سکتا ہے۔ خوشبو لگا سکتا ہے۔ صرف عورت حلال نہیں ہوتی۔

۲۔قربانی

اس کے بعد قربانی ادا کرنی ہے خود بھی کر سکتا ہے اب آسانی کے لئے پیسے جمع کرکے ٹوکن دے دیتے ہیں اس طرح قربانی بھی ہو جاتی ہے۔ جس کے پاس قربانی کے لئے رقم نہیں یا اسے قربانی نہیں ملی تو وہ منی کے قیام کے دوران ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ تاریخ کو روزے رکھے اور باقی سات وطن میں آکر رکھے۔ اس طرح دس روزے رکھنے سے قربانی نہ کرنے کا بدل ادا

ہو جاتا ہے۔ منی میں جتنی چاہئے قربانیاں کر سکتا ہے۔ جیساکہ حضور علیہ السلام نے حجتہ الوداع کے موقع پر سو اونٹ قربان کئے تھے۔

۳۔سر منڈوانا

اس کے بعد تیسرا کام سر منڈوانا ہے۔ زیادہ بہتر سر منڈوانا ہے۔ رسول پاک ﷺ نے یہاں اپنا سر مبارک منڈوا کر اپنے موئے مبارک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم کئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی پہلے سر منڈوانے کا ذکر کیا ہے بعد میں کٹوانے والوں کا حضور علیہ السلام نے بھی سر منڈوانے والوں کے لئے رحمت کی دعا کی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بار بار پوچھنے پر چوتھی

دفعہ بال کٹوانے والوں کے لئے بھی رحمت کی دعا کی۔ لیکن منڈوانا ہی بہتر ہے۔ تاکہ دلوں سے تکبر اور غرور مٹ جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے سامنے رسوا ہو جائے۔

۴۔طواف زیارت

اب نہا دھو کر لباس تبدیل کر کے مکہ کے لئے روانہ ہونا ہے۔ یہ حج کا دوسرا اہم رکن ہے۔ اب طواف زیارت کرنا ہے۔ اسکے بعد صفا مروہ کی سعی کرنی ہے۔ اور اس میں وہ تمام شرائط مد نظر رکھنی ہیں جو پہلے بیان کی جا چکی ہیں۔

مقامی لوگوں کے لئے سعی ضروری نہیں ہے۔ یہ

اگلے دن صبح تک کر سکتا ہے اسے مکمل کرنے کے بعد عورت بھی حلال ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد منی واپس جانا ہے۔ ۱۱ اور ۱۲ تاریخ کو منی میں قیام کرنا ہے باقی عبادت وہی ہے۔

رمی جمار

بس سورج ڈھلے جمرات کو کنکریاں ماریں گے۔ چھوٹی برجی سے شروع کر کے تمام برجیوں کو سات سات کنکریاں ماریں گے۔ اور ہر برجی کو کنکریاں مارنے کے بعد قبلہ رخ ہو کر دعا کرنی ہے۔ جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے کیا تھا۔ آخری برجی کو کنکریاں مارنے کے بعد بغیر دعا کئے واپس آجانا ہے۔ ۱۳ تاریخ کو بھی وہاں قیام

کر سکتا ہے۔ جیسا کہ رسول پاکؐ نے کیا تھا۔ اگر کوئی نہ رکے تو کوئی حرج نہیں۔

اب آخر میں طواف الوداع کرنا ہے۔ اور دو رکعت ادا کریں۔ اس کے بعد حج و عمرہ کے مناسک ختم ہوئے۔

متفرقات

اگر ان دنوں کسی عورت کے ایام شروع ہو جائیں تو اس نے مسجد میں جانے کے علاوہ باقی تمام کام سرانجام دینے ہیں۔ اور احرام کی پابندیاں برقرار رکھنی ہیں۔ پھر جب پاک ہو جائے تو غسل کر کے طواف کرے۔ اور صفا اور مروہ کی سعی کرنی ہے۔ اگر کسی عورت کا ایام

کی وجہ سے طواف عمرہ رہ جائے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجۃ الوداع کے موقع پر رہ گیا تھا تو اس کے لئے اجازت ہے کہ وہ غسل کرکے مناسک حج ادا کرے اور اسکے بعد مکہ سے باہر جاکر احرام باندھے اور عمرہ ادا کرے یہ ایسے ہی ہے جیسے کسی کی سنتیں رہ گئی ہوں اور وہ فرضوں کے بعد ان کو ادا کرے۔ باقی جو لوگ تنعیم سے عمرہ کرتے ہیں وہ ثابت نہیں۔

کعبہ شریف کی دیواروں سے چمٹنا حج و عمرہ کا حصہ نہیں یہ ایک ثواب کا کام ہے۔ تمام دیواروں سے چمٹنا ٹھیک نہیں صرف خانہ کعبہ کے دروازے اور حجر اسود کی درمیانی دیوار سے چمٹنا چاہئے۔

زیارت مسجد نبوی وزیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مسلمان دنیا کے کسی خطہ میں بھی ہو اس کا دل مدینے میں اٹکا رہتا ہے پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی مسلمان حجاز مقدس جائے اور روضہ رسولؐ پر حاضری نہ دے۔ آپؐ نے تمام مساجد کے لئے سفر ممنوع قرار دیا ہے۔ سوا تین مساجد کے

۱۔ مسجد حرام جہاں نماز کا ثواب ایک لاکھ نماز کا ہے۔

۲۔ مسجد نبوی جہاں نماز کا ثواب ایک ہزار نماز کا ہے کچھ لوگ پچاس ہزار کا بھی کہتے ہیں جو

درست نہیں۔

۳۔ تیسری المسجد الاقصیٰ ہے جس کے لئے سفر کی اجازت ہے۔

مسجد نبوی میں داخل ہو کر سب سے پہلے دو نفل ادا کرنے ہیں۔ یعنی تحیۃ المسجد اس کے بعد روضہ رسولؐ پر حاضری دے۔ اور جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا۔ کہ وہ جب بھی کہیں سفر سے واپس مدینے آتے تو روضہ پاک پر تشریف لاتے اور اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ. کہتے۔

اس کے بعد درود پاک پڑھے۔ یہاں دعا مانگنا کسی صحابی اور امام سے ثابت نہیں۔ اس کام

کے لئے مسجد ہی مناسب جگہ ہے۔

اس کے بعد مسجد قبا میں حاضری دے۔ وہاں جانے کا ثواب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرے کے برابر فرمایا ہے۔

اس کے بعد شہدائے احد کی قبروں پر حاضری دے

بر درِ کعبہ سائلے دیدم

کعبے کے دروازے پر میں نے ایک فقیر کو دیکھا

کہ ہمی گفت و میگریستے خوش

کہ یہ بات کہہ رہا تھا اور خوب رو رہا تھا

من نگویم کہ طاعتم بپذیر

میں یہ نہیں کہتا کہ میری عبادت کو قبول کر

قلمِ عفو بر گناہم کش

مگر معافی کا قلم میرے گناہ پر کھینچ دے

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر

اے مولا کریم تو دونوں عالموں سے مستغنی ہے اور میں ایک لاچار عاجز انسان اور فقیر بے نوا ہوں

روز محشر عذر ہائے من پذیر

میری عاجزانہ درخواست ہے کہ روز قیامت میرے تقصیروں کا عذر سننا انہیں پذیرائی بخشنا اور عفو کرم سے نوازنا

گر تو می بینی حسابم ناگزیر

رب العزت اگر فیصلہ کرے کہ روز قیامت میرا حساب و کتاب لینا ضروری ہے اور ٹل نہیں سکتا تو اے مالک
میری صرف ایک عاجزانہ درخواست قبول فرما (میرا حساب و کتاب جناب محمد ﷺ کے سامنے نہ لینا)

از نگاہِ مصطفیٰ پنہاں بگیر

اور وہ درخواست یہ ہے کہ میرا حساب و کتاب جناب سرور کائنات محمد ﷺ کے سامنے نہ لینا ان کی پاک
نگاہوں سے اوجھل میرا محاسبہ کرنا۔ میں پر تقصیر اور شرمندہ امتی آنحضرت کا سامنا نہیں کر سکوں گا

EXCEL PRINTERS: 041- 2649818